پشتو ٹپا اور پنجابی ماہیا: ایک جائزہ

ڈاکٹر فیصل جپا / ڈاکٹر فیاض حسین

ABSTRACT:

Punjabi is called a Non- Aryan language. Its Folk Songs are an earlier and old genre. Mahiya is one of the oldest, shortest and the most popular sub genre of Folk Songs. Such short sub genre are also included in other languages as Pushto "Tappa". Some Pushto scholars claim that Punjabi Mahiya is a derivative of Pushto Tappa. This research work would be helpful in exploring this origin and derivation. This work has explored and found that Punjabi Mahiya is not a derivative of Pushto Tappa but it has its own socio-cultural history.

لوک گیت ہر ملک، قوم، قبیلے اور علاقے کے مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے موضوعات ایک طرح کے ہو سکتے ہیں۔ کسی بھی قبیلے یا قوم کے لوک گیتوں پر موضوع کی قدغن نہیں لگائی جا سکتی۔ ہر لوک گیت گانے والا یہ سمجھتا ہے کہ یہ صرف اس کے علاقے کا گیت ہے۔ جیسے پوٹھوہار میں رہنے والے پنجابی لوک گیتوں کی صنف ماہیا کو پوٹھوہاری، سرائیکی والے سرائیکی اور ہندکو بولنے والے ہندکو کی صنف سمجھتے ہیں۔ در حقیقت ماہیا پورے پنجاب میں گایا جانے والا مشترکہ گیت ہے۔

لوک گیت ہر زبان میں ہوتے ہیں۔ تمام دیسی زبانیں اپنے دامن میں یہ ورثہ سمیٹے ہوئے ہیں۔ان گیتوں میں کچھ مختصر اور کچھ طویل گیت ہوتے ہیں۔ جس طرح ماہیا پنجابی زبان کا مختصر گیت ہے۔ زہیروک بلوچی کا، ہمرچو سندھی کا اور لنڈی یا ٹپا پشتو زبان کا مختصر ترین گیت سمجھا جاتا ہےلیکن یہ کہنا کہ لوک گیتوں کی کوئی صنف کسی دوسری زبان کی صنف سے نکلی ہے، بے جا ہو گا۔ پشتو کے کچھ محقق کہتے ہیں کہ پشتو ٹپا، پنجابی ماہیا کا ماخذ ہے۔ اس کا جائزہ لینے سے پہلے ہم یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ پشتو لنڈی یا ٹپا ہے کیا؟ اور اس کا نام لنڈی سے ٹپا کیسے پڑا۔

فارغ بخاری لکھتے ہیں:

’’ لنڈی پشتو میں چھوٹے کو کہتے ہیں۔ اس کا پہلا مصرعہ چھوٹا ہوتا ہے شاید اسی لیے اس کا نام لنڈی پڑ گیا‘‘(1)

پشتو زبان و ادب کے مشہور محقق اجمل خٹک کے مطابق:

’’لنڈی کے معنی کوتاہی کے ہیں ظاہر ہے ہیئت کی کوتاہی کے سوا اس نام کی اور کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔‘‘(2)

اسی طرح خاطر غزنوی لکھتے ہیں:

’’ لنڈی کے معنی مختصر کے ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ ٹپے کا پہلا مصرعہ دوسرے کی نسبت مختصر ہے۔ لنڈی پشتو میں اُس سانپ کہ بھی کہتے ہیں جس کے کاٹے کا علاج نہیں۔ مار گزیدہ فوراً دم توڑ دیتا ہے۔‘‘(3 (

اوپر دیے گئے حوالہ جات سے پتا چلتا ہے کہ لنڈی کے معنی مختصرکے ہیں اور اس صنف کے مختصر ہونے کی وجہ سے اس کو لنڈی کہا گیا کیونکہ یہ ڈیڑھ مصرعے کی صنف ہے، جس میں پہلا مصرعہ آدھا اور دوسرا مکمل ہوتا ہے۔ اس سے مختصر صنف پشتو زبان میں موجود نہیں ہے۔ اسی اختصار کی بنا پر اس کو لنڈی کا نام دیا گیالنڈی کا دوسرا نام ٹپا بھی ہے۔ پشتو میں ٹپا، تالی بجانے کو کہتے ہیں، اس لیے پشتو زبان وادب کے ماہر یہ کہتے ہیں کہ لنڈی چونکہ تالی بجا کر گائی جانے والی صنف ہے، اسی لیے اس کو ٹپا کہا جاتا ہے۔ خاطر غزنوی لکھتے ہیں:

’’ٹپے کی گائیکی میں تالی کا بھی حصہ ہے اور پشتو ٹپا تالی کو بھی کہتے ہیں۔ نیز ٹپا (تھاپڑا) تھپکی کو بھی کہتے ہیں اور ٹپے میں وہ تمام خوبیاں اور خصوصیات موجود ہیں جو تھپکی میں ہو سکتی ہیں۔ قرین قیاس ہے کہ انہی وجوہات کی بنا پر ٹپے کو ٹپا، لنڈی، مصرعہ اورٹکئی کہتے ہیں۔‘‘)4)

محمد افضل رضا لنڈی سے ٹپا تک کا سفر اس طرح بیان کرتے ہیں:

’’لنڈی کو ٹپا بھی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ کے متعلق قیاس کیا جاتا ہے کہ ٹپہ پشتو زبان میں مہر کو کہتے ہیں اور چونکہ پٹھان بات بات پر اس کو ضرب المثل کی طرح استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے اسے ٹپا کہا جاتا ہے اور یہ کہ ٹپہ تالی مارنے کو بھی کہتے ہیں۔ چونکہ ٹپے کی دُھن کے ساتھ ساتھ اس لے پر تالیاں بھی پیٹی جاتی ہیں اس لیے بمنزلہ ایک تھپکی کے ہوتا ہے۔ اس لیے اسے ٹپہ کہا جاتا ہے۔‘‘)5(

اس سے پتا چلتا ہے جب یہ صنف وجود میں آئی تو اپنے اختصار کے باعث لنڈی کہلائی۔ پھر جب عورتوں نے اس کو تالی بجا کر گایا تو اس گانے کے انداز کی وجہ سے اس کا نام ٹپا، یعنی تالی بجا کر گائے جانے والا گیت پڑ گیا۔ اس کی ہیئت اور بحر کو دیکھا جائے تو یہ ڈیڑھ مصرعے کا گیت ہے، جس میں ہر موضوع سما سکتا ہے۔ اس لیے شاہ محمد مدنی صرف لنڈ ی کو ہی پشتو زبان کی صنف سمجھتے ہیں:

’’پشتو زبان کے ادیبوں کا خیال ہے کہ صرف ٹپا اس زبان کی ایک ایسی صنف ہے، جسے صحیح معنوں میں مقامی کہا جا سکتا ہے۔ باقی دوسری چیزیں یا تو غیر مقامی ہیں یا اُن پر دوسری زبانوں خصوصاً عربی اور فارسی نے گہرا اثر ڈالا ہے۔‘‘)6(

جہاں جہاں پشتو بولنے والے رہتے ہیں لنڈی بھی وہاں گایا جاتا ہے۔ جس طرح ماہیا ’ رانجھا سب کا سانجھا‘ ہے۔ اسی طرح لنڈی یا ٹپا بھی پشتو زبان کا مشہور ترین گیت ہے۔ جس میں جذبات کا اظہار خوبصورت طریقے سے کیا جاتا ہے۔ لنڈی کی قدامت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ پشتو کی قدیم ترین صنف ہے۔ ماہرین اس کو 3ہزار سال پرانا گیت بتاتے ہیں۔ خاطر غزنوی ایک ہزار سال پرانے

ٹپے کا حوالہ دیتے ہیں جو کہ سلطان محمود غزنوی کی فوج کے ایک پٹھان سردار ملک خالو کے لیے کہا گیا۔

ترجمہ: ملک خالو کا لشکر آ رہا ہے

میں اپنے محبوب کے دیدار کے لیے درہ گومل جاؤنگی (7(

پشتو ٹپا ڈیڑھ مصرعے کا گیت ہے۔ جس کے مصرعوں کاوزن چھند کے اصول پر رکھا گیا ہے۔ اس کے پہلے مصرعے میں 7اور دوسرے میں13سلیبل آتے ہیں۔(8) اور اس کا دوسرا مصرعہ، پہلے مصرعے کا تسلسل ہوتا ہے۔ اس کے دوسرے مصرعے کے آخر پر '' مہ '' یا '' نہ '' کے لفظ آتے ہیں۔ اس کے بارے میں خاطر غزنوی لکھتے ہیں۔:

'' پشتو ٹپے کے دو مصرعے ہم قافیہ نہیں ہوتے البتہ ہر ٹپے کا دوسرا مصرعہ مہ یا نہ پر ختم ہوتا ہے۔ ہر ٹپے کا قافیہ ''مہ یا نہ '' ہوتا ہے اور اس '' مہ، نہ '' میں اتنی لچک ہے کہ پشتو کا تقریباً ہر فعل اس کا تابع ہے۔'' (9(

پشتو ٹپے کی قدامت کے باعث اس کو پنجابی ماہیے کا ماخذ کہا گیا ہے۔ اس کے بارے میں خاطر غزنوی لکھتے ہیں۔ :

'' پشتو ٹپے کی قدامت اور تکنیک کے مدنظر قیاس بھی کیا جا سکتا ہے کہ پنجابی ماہیے کا ماخذ بھی یہی پشتو ٹپا ہو۔'' (10 (

فارغ بخاری کے خیالات کچھ یوں ہیں:

'' لنڈی، پنجابی لوک گیتوں میں بھی ٹپہ کے نام سے مروج ہے اور اسی طرح مقبول ہے جیسے پشتو میں لیکن وہاں اس میں قدرے ہیتی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ پشتو ٹپہ کی مسلمہ قدامت کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ پنجابی ٹپہ یا ماہیا پشتو لوک گیت لنڈی ہی کی ایک شکل ہے۔''(11(

اجمل خٹک کے نظریات بھی اس سے ملتے جُلتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

'پنجابی ماہیا اور لنڈی تقریباً ایک ہی چیز ہیں۔ لیکن لنڈی کی قدامت کے اعتبار سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ پنجابی نے یہ صنف پشتو سے مستعار لی۔'' (12(

یہاں پر ہم ماہیا کے مختصر تعارف کے بعد ماہیا اور لنڈی کا موازنہ پیش کریں گے تا کہ دونوں اصناف میں بنیادی فرق سامنے آ سکے۔

ماہیا ڈیڑھ لائن کی پنجابی لوک گیتوں کی شعری صنف ہے۔ اس کا پہلا مصرعہ عموماً محض تُک بندی کے لیے ہوتا ہے اور اصل جذبات کا اظہار دوسری مصرعے میں ہوتا ہے۔ ماہیا کا ماخذ پنجابی لفظ '' ماہی '' ہے جس کے لغوی معنی بھینس (مہیں/ مجھ) چرانے والا کے ہیں۔ بھینس چرانے والے کو عیالی یا اجڑی بھی کہتے ہیں۔بھینسوں کی پرورش کرنا اہل پنجاب کا قدیم ترین پیشہ رہا ہے۔ جس کی عمر پنجاب کی سماجی زندگی اور پنجابی معاشرے کے بالکل برابر ہے۔ پنجاب میں بھینس سے اُنس شروع سے ہی کیا جاتا ہے۔ اس کی مثالیں لوک گیتوں سے بھری پڑی ہیں۔ اس پیا ر کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ بھینس سے اہل پنجاب کا روٹی روزی کا تعلق ہے۔ اس وجہ سے اس کہ 'مال' کہتے ہیں۔ بھینس سے اسی پیار کی وجہ سے اس کی خدمت کرنے والے کہ 'ماہی' کہا جاتا ہے۔یہ ماہی سارا دن

بھینس چراتا اور صبح شام اپنے خاندان کے لیے دودھ لے آتا ہے۔ اس لیے یہ پنجاب کی مٹیار کے دل پر قبضہ جمائے بیٹھا ہے۔پنجابی معاشرے کی قدیم ساخت میں اپنے اس فعال کردار کی وجہ سے وہ صرف بھینس چرانے والا ہی نہیں رہا بلکہ اپنی خوبصورتی کی وجہ سے پورے پنجاب میں مشہور ہو گیا۔ پنجابی عورت نے جب اپنے ماہی کو اپنے من میں یاد کیا اور اس کو پکارا تو وہ ماہی سے ' ماہیا ' بن گیا۔ جس کا مطلب ''اے محبوب'' بنتا ہے۔ ماہیا، ماہی میں الف ندائیہ لگانے سے بنا ہے۔ یہی پنجابی لوک گیتوں کی صنف ماہیا ہے۔ اس قدامت کی بنا پر اس صنف کا تہذیبی اور ثقافتی تعلق آریائی قبیلے سے پہلے کا ہے۔

اب یہاں پر ماہیا اور لنڈی کی مثالیں دے کر اُن کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

ککراں دے پھُل ماہیا

اسیں پردیسی چنا، ساڈے مگر نہ رُل ماہیا

پانی کاں پیتا

تیرے وچوں رب دسدائے، تینوں سجدہ تاں کیتا (13)

اب لنڈی کی مثالیں دیکھیں:

کہ تمام عمر عبادت کری

ستاد احسان اجربہ خنکہ ادا کرینہ

ترجمہ۔ انسان اگر تمام عمر بھی عبادت کرے

تو بھی تیرے احسانوں کا بدلہ نہیں اُتار سکتا (14)

پردگار غنی باچا دی

مچ اوا انسان لہ روزی بوشان ور کرینہ (15)

اوپر دی گئی شعری مثالیں اگر غور سے دیکھی جائیں تو ماہیا اور لنڈی میں فرق واضح نظر آرہا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ لنڈی کا وزن چھند پر ہوتا ہے اور اس کے 7اور13سلیبل ہوتے ہیں۔ جبکہ زیادہ تر ماہیے اس وزن پر پورے اترتے ہیں۔

فعلن فعلن فعلن

فعلن فعلن فع، فعلن فعلن فعلن (16)

ماہیے کے اس وزن میں کمی بیشی ہو سکتی ہے کیونکہ ماہیا بنیادی طور پر گائے جانے والی لوک صنف ہے اور ہر علاقے کے لوگوں کا گانے کا اپنا انداز ہے۔ اس وجہ سے کسی بھی لوک صنف کا کسی ایک وزن پر پورا اُترنا مشکل ہوتا ہے۔ مگر لنڈی کے سلیبل میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اس طرح ان دونوں اصناف کی بحر میں فرق پایا جاتا ہے۔دوسرا فرق ردیف اور قافیے کا ہے۔ ماہیے میں ردیف اور قافیہ ہوتا ہے جبکہ لنڈی میں ردیف اور قافیہ نہیں ہوتا۔ لنڈی میں دوسرے مصرے کے آخر پر' مہ یا نہ ' کے الفاظ آتے ہیں۔ جبکہ ماہیا کے شروع یا آخر میں کوئی بھی لفظ آ سکتا ہے۔ اگر بناوٹ کے لحاظ سے دیکھا جائے تو لنڈی کا دوسرا مصرعہ پہلے مصرعے کا ہی تسلسل ہوتا ہے۔ جبکہ ماہیا مینپہلا مصرعہ محض تُک بندی کے لیے ہوتا ہے اور اصل جذبات کا اظہار دوسرے مصرعے

میں کیا جاتا ہے۔ اس طرح ماہیا اور لنڈی میں ہیئت، وزن، بحر، اور تکنیک میں فرق صاف واضح ہے۔ اس فرق سے ثابت ہوتا ہے کہ دونوں اصناف الگ الگ اپنا وجود رکھتی ہیں۔جبکہ اجمل خٹک لکھتے ہیں:

’’ پنجابی کے ماہیا کی تکنیک بہت حد تک لنڈی سے ملتی ہے۔ دونوں صرف ڈیڑھ مصرعے میں مکمل ہو جاتے ہیں۔ دونوں کی بحر ایک ہی ہوتی ہے۔ دونوں میں زیادہ تر اظہار محبت صنف نازک کی طرف سے ہو تا ہے۔ دونوں کا موضوع بنیادی طوپر عشقیہ ہوتا ہے۔ دونوں اپنے عوام میں بے حد مقبول ہیں۔ اور دونوں کو الاپنے کاانداز ایک ہے۔‘‘ (17(

اگرچہ اجمل خٹک کی یہ رائے جزوی طور پر درست ہے اور کچھ چیزیں ماہیا اور لنڈی میں مشترک ہیں مثلاً دونوں ڈیڑھ مصرعے کے گیت ہیں اور دونوں کا بنیادی موضوع عشقیہ ہوتاہے۔جہاں تک صنف نازک کی طرف سے اظہار کا تعلق ہے تو نہ صرف ماہیا نہیں، بلکہ دیگر پنجابی لوک گیتوں میں بھی عاشق عورت ہے۔ اسی لیے شاہ حسین نے کافی کی بنیاد لوک گیتوں پر رکھی اور عورت کو عاشق بنا کر پیش کیا۔ لیکن یہ حقیقت بھی اپنی جگہ موجود ہے کہ اگر صرف ڈیڑھ مصرعہ کی صنف سمجھ کر لنڈی کو پنجابی ماہیا کا ماخذ سمجھ لیاگیا ہے تو پھر بلوچی زہیروک، سندھی ڈھولو، ہمرچو اور جاپانی ہائیکو بھی، مختصر اصناف ہیں۔ کیا یہ بھی لنڈی سے نکلی ہیں۔؟جہاں تک قدامت کا تعلق ہے اب تک تحقیق کے مطابق پنجابی کو غیر آریائی زبان ثابت کیا جا چُکا ہے۔اگرہڑپہ اور موہنجودڑو کی مہریں پڑھ لی جاتیں تویہ سوال ہی ختم ہو جاتا کہ پنجابی کتنی پُرانی زبان ہے۔؟ اس لیے اگر پشتو تین ہزار سال پُرانی زبان ہے تو پنجابی اس سے بھی پُرانی زبان ہو سکتی ہے۔ صرف قدامت کی بنیاد پر کوئی صنف کسی دوسری زبان کی صنف کو جنم نہیں دیتی۔ یہ بحث تو ہم پہلے ہی کر چکے ہیں کہ ماہیا کا ماخذ ماہی، بھینس (مہیں/ مجھ) ہے۔ اور بھینس پنجاب میں اُس وقت سے پالی جاتی ہے، جب سے پنجابی معاشرہ وجود میں آیا۔ اس لیے اگر لنڈی تین ہزار سال پُرانی ہے تو پنجابی ماہیا اس سے بھی پہلے کا ہو سکتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ماہیا زیادہ تر عورتیں گاتی ہیں اور یہی اس کی شاعرہ بھی ہوتی ہیں۔ اگر ماہیا، لنڈی سے پنجابی میں آیا تو یہ سیدھی سادھی پینڈو عورتیں جو اپنے گاؤں سے ساری عمر باہر نہیں نکل سکتیں تو یہ پشتو زبان اور ثقافت سے کیسے واقفیت رکھ سکتی ہیں۔؟ اگر یہ پشتو زبان کو سمجھیں گی تو لنڈی کو بھی سمجھ پائیں گی اور پھر لنڈی سے متاثر ہو کر ماہیا کہیں گی۔ جو کہ ناممکن عمل لگتا ہے۔اس لیے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا ہے کہ لنڈی، ماہیا کا ماخذ ہے۔

اس تمام بحث کو سمیٹتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگر کوئی صنف ایک زبان سے دوسری زبان میں جاتی ہے تو وہ لوک ادب کی صنف کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی۔اورپھر ماہیا کا اپنا ثقافتی، تہذیبی اور معاشرتی پس منظر ہے۔ اس وجہ سے لنڈی اور ماہیا الگ الگ شعری اصناف ہیں۔ اور دونوں اپنے لوگوں میں مشہور ہیں۔

حوالے:

)۱(	فارغ بخاری، سرحد کے لوک گیت(اسلام آباد: لوک ورثہ، 1987ء)48۔
)۲(	اجمل خٹک، پشتو کے لوک گیت(پشاور: نیا مکتبہ، س، ن) 88۔
)۳(	خاطر غزنوی، ’’ یا قربان ‘‘ پاکستان کے عوامی گیت، رفیق خاور، مرتب(کراچی : ادارہ مطبوعات، 1964ء)60۔
)۴(	خاطر غزنوی 60-61۔
)۵(	محمد افضل رضا، پشتو لوک گیت (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، 1989ء)18-19۔
)۶(	مدنی عباسی، شاہ محمد، پشتو زبان و ادب کی تاریخ(لاہورر: مرکزی اردو بورڈ، 1969ء (78۔
)۷(	خاطر غزنوی 61۔
)۸(	اجمل خٹک 88۔
)۹(	خاطر غزنوی 61۔
)۱۰(	خاطر غزنوی 61۔
)۱۱(	فارغ بخاری48۔
)۱۲(	اجمل خٹک 88۔
)۱۳(	افضل کھرادیہ۔عمر 40سال۔ للیانی۔ تحصیل بھلوال۔ ضلع سرگودھا۔
)۱۴(	اجمل خٹک 99۔
)۱۵(	اجمل خٹک87۔
)۱۶(	حیدر قریشی، ’’ پنجابی لوگیت ماہیا ‘‘ بھنگڑا 2.2-5 -(1997ء)5-6۔
)۱۷(	اجمل خٹک87۔
/....../